مواعظِ اختر نمبر ۱۰

وطنِ آخرت کی تیاری



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: وطنِ آخرت کی تیاری

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعرات

مقام: اورنگی ٹاؤن، کراچی

موضوع: فکرِ آخرت، اللہ والوں کے دردِ دل کا اثر

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میرؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق جون ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وطنِ آخرت کی تیاری

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ○

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۱۹)

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَلۡمَرۡءُ عَلٰی دِیۡنِ خَلِیۡلِہٖ

فَلۡیَنۡظُرۡ اَحَدُکُمۡ مَّنۡ یُّخَالِلُ

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الاٰداب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ؛ ص ۴۲۶)

میرے بھائیو! دنیا میں جو بھی آیا ہے اس کو ایک دن جانا بھی ہے، اس مسافرت کی زندگی میں وطنِ آخرت کی تیاری بھی کرنی ہے، ساتھ ساتھ پیٹ کا انتظام بھی کرنا ہے، آٹا، دال، چاول کی فکر بھی کرنی ہے، روزہ نماز پڑھ کر جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں کی تیاری بھی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پردیس میں ہمارے ذمہ دو قسم کی ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیا میں رہ کر ہم اپنے بیوی بچوں اور ماں باپ کے لئے ان کے کھانے پینے کا انتظام کریں، چاہے دکان کے ذریعہ یا ملازمت کے ذریعہ یا جو بھی روزی کے ذرائع اختیار کریں۔ کوئی مچھلی بیچ رہا ہے، کوئی انڈا بیچ رہا ہے، کوئی مرغی فروخت کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے روزی کے اتنے بے شمار دروازے کھولے ہیں کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔ ایک ٹھیلا لگانے والا بھی دن میں اچھا خاصا کما ہی لیتا ہے لیکن ان تمام ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک دن ایسی جگہ جانا ہے جہاں ہمارے ماں باپ، بیوی بچے اور دنیا میں رہنے والا کوئی بھی ہمارا ساتھ نہیں دے گا۔ خدا کا حکم

سمجھ کر ہم دنیا میں ان کے حقوق تو ادا کریں لیکن اس منزل کو، اس گڑھے کو بھی یاد کریں جب ہم قبر میں لیٹیں گے تو وہاں ہمارے بیوی بچے ہمارے ساتھ نہیں اتریں گے، زمین کے اوپر ہی سے سلام کر کے چلے جائیں گے۔ ایک مردہ بزبانِ حال جنازہ قبر میں اترتے وقت جو کہتا ہے اسے شاعر نے یوں بیان کیا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو! شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

وہاں سے تو اکیلے جانا پڑتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص پردیس میں رہ کر بہت بڑا مکان بنالے، بہت بڑا کاروبار جمالے، اس کے پاس کار بھی ہے اور مکان بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق خراب ہے، آخرت میں کام آنے والے اعمال کی اس نے تیاری نہیں کی تو وہ پردیس کا تو رئیس بن گیا۔ مثلاً ایک شخص نے مکان بنایا، بال بچوں کو پڑھایا، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں شاندار زندگی مال و دولت دیا لیکن جب وہ اللہ کے پاس گیا جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں اس کا معاملہ گڑبڑ ہو گیا تو یہ شخص عقلمند کہلائے گا یا بے وقوف؟ بے وقوف کہلائے گا۔ کیونکہ جو پردیس میں خوب کمائے اور پردیس ہی میں گنوا دے، وطن کچھ نہیں بھیجے ایسے شخص کو سب بے وقوف کہتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک تابعی ہیں۔ تابعی اس بزرگ کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں صحابہ کو دیکھا ہو اور صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔ تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، بزرگ اور محدث ہیں اور تابعی بھی ہیں۔ فرماتے ہیں ایک دن ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کر دیجئے مگر میرے پاس

وقت کم ہے، مختصر سی نصیحت کر دیجیے، زیادہ لمبا چوڑا وعظ سننے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ آج کی اس مجلس میں اگر وہی ایک نصیحت، ایک تابعی کی نصیحت ہمارے آپ کے دل میں اتر جائے تو اللہ کی رحمت سے میرا آنا اور آپ کا بیٹھنا سب قبول ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ وہ نصیحت کیا ہے؟

((اِعْمَلْ لِلدُّنْیَا بِقَدْرِ بَقَآءِكَ فِیْهَا وَلِلْاٰخِرَةِ بِقَدْرِ بَقَآءِكَ فِیْهَا))

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی: ج ۷ص ۵۶)

دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا آخرت میں رہنا ہے اور سب کو معلوم ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد کوئی واپس نہیں آتا، آخرت میں تو ہمیشہ رہنا ہے۔ جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں کے لیے اتنی ہی عظیم الشان محنت کرو اور دنیا کا قیام عارضی ہے یہاں کے لیے زیادہ محنت کرنا بے وقوفی ہے۔ کیسی جامع نصیحت ہے! بس اس کو یاد کر لو اور دل میں بٹھا لو۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا))

(شعب الایمان للبیہقی: باب الزھد و قصر الامل، ج۱۳ ص ۱۳۶)

موت کی یاد ہدایت کے لیے کافی ہے۔ موت کی یاد بہترین واعظ ہے جس سے بیٹری چارج ہو جائے گی اور اچھی صحبت میں بیٹھیے، جہاں کہیں نیک باتیں ملیں وہاں جاؤ، دیکھو پہلے لوگ کہاں سے کہاں جا کر دین سیکھتے تھے۔

اللہ کے لیے شیخ سے محبت کرنے کا انعام

کچھ لوگ اندھیرے میں بیٹھے ہیں، میں انہیں کیسے دیکھوں؟ وہاں اگرچہ ٹھنڈک ہے، ہوا ہے لیکن مقرر سے دوری ہے اور یہاں قریب بیٹھنے میں گرمی تو لگے گی لیکن ایک شاعر کہتا ہے ؎

وہ گرمیٔ ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

یعنی جدائی کی گرمی بھی ہے مگر تیری یاد کی ٹھنڈک بھی ہے۔ یہاں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ دوستوں کی محبت اور اللہ والے دوستوں کو اللہ کے لئے محبت سے دیکھنا یہ بھی عبادت ہے۔ جو شخص کسی سے اللہ کے لئے ملتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں، اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَيَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الآداب؛ باب الحب فی اللہ؛ ص۴۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی سے اللہ کے لئے محبت کرے، خاندان کے لیے نہیں، رشتہ داری کے لیے نہیں، بزنس کا کوئی تعلق نہیں، صرف یہ سوچ کر محبت کرے کہ یہ اللہ سے تعلق رکھتا ہے، چلو اس کی زیارت کرو تو ستر ہزار فرشتے اس آدمی کے ساتھ چلتے ہیں اور کیا دعا کرتے ہیں؟ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ اَیْ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ راستے بھر اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو معاف کر دیجئے اور دوسری دعا یہ دیتے ہیں کہ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِيْكَ اَیْ لِاَجْلِكَ یا اللہ! یہ آپ کے لئے ملنے جا رہا ہے فَصِلْهُ لہٰذا اس کو اپنا قرب عطا فرما دیجئے۔

دوستو! اس لئے اس تعلق کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ سارے تعلقات تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے، لیکن جو تعلق اللہ کے لئے ہوگا وہ بڑا کام دے گا، یہ تعلق میدانِ محشر کی گرمی میں بھی کام دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب دو بندے آپس میں اللہ کے لئے محبت کریں تو قیامت کے دن خدا ان کو عرش کا

سایہ دے گا، جس دن سورج کے قریب آنے سے لوگوں کی کھوپڑیاں گرم ہو رہی ہوں گی، کھول رہی ہوں گی جیسے ہانڈی پکتی ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان دو بندوں کو بلائیں گے کہ تم دونوں آپس میں میری وجہ سے محبت رکھتے تھے لہٰذا تم ہمارے سائے میں آجاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند ہے۔

یہاں اس وقت گرمی ہے، لیکن اللہ کے لیے اس کو برداشت کریں، اگر آپ کو گرمی لگ رہی ہے، پسینہ آرہا ہے تو ہمیں بھی گرمی لگ رہی ہے، ہمارا بھی پسینہ نکل رہا ہے، آپ ہمارے پسینہ میں شامل رہیے، ہم آپ کے پسینہ میں شامل ہیں، لیکن یہ جو لطف و انشراح آپ حضرات کے نظر آنے سے ہوا ہے اس کے سامنے گرمی سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ جوانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ بڑے بوڑھوں کی رائے لیں اور ان کے مشورے پر چلیں۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عاشقانہ

بعض اوقات کم عمری کی وجہ سے بات پوری طرح سمجھ میں نہیں آتی چنانچہ ایک مرتبہ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ سنایا۔ میرے شیخ اکابر بزرگوں میں سے تھے، بارہ مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، اور ایک مرتبہ تو ایسی زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے۔ حضرت نے مجھ سے خود فرمایا کہ آج میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی زیارت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں جو لال لال ڈورے تھے وہ بھی مجھے نظر آرہے تھے۔ ایسے بزرگ کے ساتھ میرے اللہ نے میری جوانی گذاری اور پندرہ سولہ سال تک ساتھ رکھا۔ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا بہت ہی بڑا عاشقانہ مزاج و ذوق عطا فرمایا تھا، رات کو تین بجے اٹھتے تھے اور کئی ہزار دفعہ اللہ کا ذکر کرتے، درود شریف پڑھتے،

آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت کرتے تھے۔حضرت کی عجیب شان تھی۔

ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک دریا میں حضور ﷺ کی کشتی ہے اور اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہیں اور میری کشتی ان کی کشتی سے پیچھے کچھ فاصلہ پر ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! عبدالغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔تو حضرت نے مجھ سے خود فرمایا کہ جب میری کشتی آپ ﷺ کی کشتی سے جوڑی گئی تو ٹھک سے جو آواز آئی آج تک اس کا مزہ آرہا ہے۔حضرت نے اس پر ایک شعر بنایا۔

قلبِ مضطر کی تسلی کے لئے
حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

حضرت نے یہ شعر خود بنایا تھا حالانکہ حضرت شاعر نہیں تھے مگر ایک دو شعر زندگی میں کہہ دئے۔

بوڑھوں کی صحبت میں بیٹھنے سے عقل بڑھتی ہے

تو حضرت نے فرمایا تھا کہ بڑے بوڑھوں کی صحبت میں بیٹھنے سے عقل بھی بڑھتی ہے،خصوصاً وہ لوگ جو بچوں کو پڑھاتے ہیں، ہر وقت چھوٹے بچوں کے ساتھ رہتے رہتے ان کی عقل بچوں جیسی ہوجاتی ہے، قرآن کریم پڑھانے والے جو حضرات ہر وقت بچوں میں رہتے ہیں ان کے لئے بہت ضروری ہے کہ کچھ دیر کسی بڑے بوڑھے کے پاس بیٹھ جائیں ورنہ آہستہ آہستہ وہ بھی بچے بن جائیں گے کیونکہ جیسی صحبت ہوتی ہے اس کے اثرات پڑتے ہیں۔

دن بھر بچوں کے پاس رہنے سے بچوں کے اثرات سے متعلق ایک واقعہ سناتا ہوں۔ایک مرتبہ ایک حافظ جی بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے،تو بچوں نے سوچا کہ آج کسی طرح چھٹی کرنی چاہیے، پڑھتے پڑھتے جی گھبرا گیا۔

اب سوچا کہ کیا کرنا چاہئے؟ آخر یہ ترکیب کی کہ سب لوگ جا کر کہو کہ استاد جی! آج آپ کچھ بیمار معلوم ہوتے ہیں۔ ایک بچہ نے کہا کہ استاد جی آپ کا چہرہ اترا ہوا ہے، دوسرا کہتا ہے چہرہ سرخ ہے، کچھ حرارت تو نہیں ہے، کچھ سر میں درد معلوم ہوتا ہے، آنکھ بھی کچھ لال لال ہے۔ غرض ہر بچہ پوچھ رہا ہے تو حافظ جی نے بھی سوچا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ گڑ بڑ ہے، چادر اوڑھ کر لیٹ گئے حالانکہ اچھے خاصے تھے، خیریت پوچھتے پوچھتے وہ واقعی بیمار پڑ گئے۔ تو ضرورت ہوتی ہے کہ بڑے بوڑھوں کی صحبت اختیار کی جائے۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری نے بڑے بوڑھوں کی صحبت پر ایک واقعہ بیان کیا تھا۔ ایک مرتبہ کسی جوان کی شادی ہو رہی تھی اور جوانوں کی بارات جا رہی تھی، چالیس پچاس آدمی سب جوان ہی جوان تھے، ایک بڑے میاں کھانس رہے تھے، بڑے بوڑھوں کو کھانسی آتی ہی ہے۔ وہ کھانستے ہوئے کہنے لگے، میرے جوان بیٹو! اس بڈھے کو بھی بارات میں لے چلو۔ تو سب جوان لڑکوں نے کہا کہ بابا! آپ چلیں گے تو ہماری ہنسی مذاق میں خلل پڑے گا کیونکہ آپ کا ادب کرنا پڑے گا، آپ نہ ہوں گے تو ہم خوب ہنسیں بولیں گے۔ تو بوڑھے نے کہا کہ اچھا اگر ایسا ہے تو ہم کو کہیں دور درخت کے نیچے بٹھا دینا اور تم سب خوب ہنسنا، بولنا، مذاق کرنا مگر مجھے ساتھ تو لے چلو، میں تمہارے کام آسکتا ہوں، کسی مصیبت میں میرا مشورہ تم لوگوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔ تو ان لوگوں نے سوچا کہ جب بڑے میاں خود ہی اس پر راضی ہیں تو بڑے میاں کو کہیں دور درخت کے نیچے لٹا دیں گے، ہمارا سب ہنسی مذاق بھی ہوتا رہے گا۔

خیر یہ بڑے میاں ساتھ چلے گئے۔ اب لڑکی والوں نے کہا کہ ان کو چکر دینا چاہئے، مذاق کرنا چاہا۔ پہلے زمانہ میں لڑکے والوں کو تنگ کرنا اور ان کو دھوکہ دینا اور پریشان کرنا لڑکی والے بڑی کامیابی سمجھتے تھے لہٰذا جو اُن کے

سسر بننے والے تھے اور برادر نسبتی اور جتنے مذاقیہ قسم کے لوگ تھے سب جمع ہوگئے اور لڑکے والے کی طرف سے جتنے لوگ بارات میں آئے تھے، سب کے دونوں ہاتھوں پر ایک ایک ڈنڈا کس کر باندھ دیا تاکہ وہ اپنے ہاتھوں کو موڑ کے منہ تک نہ لے جاسکیں۔ اس کے بعد کھانا رکھ دیا، بریانی، شاندار پلاؤ، قورمہ اور تندوری روٹی۔ اب سب جوان پریشان ہوگئے کہ یہ تو سسرال والوں نے اچھا اُلّو بنایا۔ تب ایک نے کہا ارے میاں! وہ بڈھا جو لیٹا ہوا ہے، اس نے کہا تھا کہ جب کوئی مصیبت آئے تو مجھ سے مشورہ کرلینا، چلو اس سے مشورہ کریں، چنانچہ ایک آدمی وہاں گیا اور کہنے لگا کہ بابا! ہم لوگ مصیبت میں پھنس گئے ہیں، آج ذرا کوئی عقل مندی کی بات سکھاؤ کہ ہم لوگ کیا کریں؟ تو اس بڈھے نے کہا کہ ارے بے وقوفو! اسی لئے تو کہتا تھا کہ بڈھے کو ساتھ رکھا کرو اور بڑے بوڑھوں سے ملتے رہا کرو۔ اب میں تمہیں ترکیب بتاتا ہوں، یہ تمہارے سسرال والے سب کے سب بیوقوف بن جائیں گے۔ تم آمنے سامنے دو صفوں میں بیٹھو، اور سامنے والا اپنے سامنے والے کو لقمہ بنا کر کھلا دے، یعنی میرا ہاتھ میرے منہ کی طرف تو نہیں مڑ سکتا لیکن سامنے والے کو تو میں دے سکتا ہوں، اس میں ہاتھ موڑنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب جب یہ بڑے میاں سے سیکھ کر آئے تو سسرال والوں نے کہا کہ بھئی ان کے ساتھ ضرور کوئی بڈھا ہے۔

تو دوستو! تجربہ کار بڑے بوڑھوں سے فائدہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ والوں کی صحبت سے اور دینی بزرگوں کی صحبت سے بھی دین آسانی سے مل جاتا ہے، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے دین تو ملتا ہے ہی، دنیا کی برکت بھی عطا ہوجاتی ہے، دین تو بنتا ہی ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی برکت عطا فرمادیتے ہیں، ان صحبتوں سے کیسے کیسے لوگ اللہ والے بن جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں ایک سنت زندہ کرنے سے سوشہیدوں کا ثواب ملے گا

آج کل میرے شیخ کا حکم ہے کہ جہاں بھی وعظ کہوتو وعظ سے پہلے ایک دو سنتیں زندہ کرلو کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب جب میری سنتیں مٹ رہی ہوں گی اس وقت جو میری سنت کو زندہ کرے گا تو ایک سنت کے زندہ کرنے پر سوشہیدوں کا ثواب ملے گا۔ چونکہ آپ کا علاقہ بہت اونچا نیچا ہے، بہت پہاڑیاں ہیں لہٰذا بخاری شریف میں حضور ﷺ کی ایک سنت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((کُنَّآ إِذَا صَعِدۡنَا کَبَّرۡنَا وَإِذَا نَزَلۡنَا سَبَّحۡنَا))

(صحیح البخاری:(قدیمی)، کتاب الجهاد، ج ۲ ص ۴۲۰)

وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اترتے تھے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔

اللہ کا محبوب بننے کا آسان راستہ

تو آپ حضرات آج سے اس سنت کو زندہ کریں تاکہ آپ کو سوشہیدوں کا ثواب ملنا شروع ہوجائے اور حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنے سے بندہ بہت جلد اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے، حضور ﷺ کی شانِ محبوبیت کی اتنی بڑی دلیل اور کوئی ہے ہی نہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے ایسے پیارے اور محبوب ہیں کہ جو آپ ﷺ کے چلن اور طریقہ پر چلتا ہے وہ بھی اللہ کا پیارا ہوجاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ حضور ﷺ کے چلن پر چلو اللہ تمہیں پیار کرے گا، تم سے محبت فرمائے گا۔ کم سے کم آج آپ ایک سنت سیکھ لیں تو میرا آنا وصول ہوجائے گا کہ یہاں اورنگی ساڑھے گیارہ نمبر میں جہاں کہیں بلندی ہو چاہے تھوڑی سی ہی ہو جیسے سڑک کی اونچائی ہے، سڑکوں پر

چلنا پڑتا ہے یا کہیں پہاڑ کی اونچائی ہے، بس جہاں اونچائی آئی اللہ اکبر کہیں اور جہاں نیچا ہوا وہاں سبحان اللہ پڑھیں۔

ایسے ہی جب جوتا پہنو تو پہلے دائیں پیر میں پہنو اور جب اتارو تو پہلے بائیں پیر سے اتارو اور یہی طریقہ قمیص پہننے کا بھی ہے، جب قمیص پہنو تو پہلے دایاں ہاتھ ڈالو اور جب اتارو تو پہلے بایاں ہاتھ سے نکالو۔ اسی طرح پاجامہ کی بھی یہی سنت ہے، پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں ڈالو اور اتارتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالو۔

((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب اللباس، ج ۲ ص ۸۷۰)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم جوتا پہنو تو پہلے داہنا پیر داخل کرو اور جب اتارو تو پہلے بایاں پیر نکالو۔ اگر آپ کو سو مرتبہ جوتا پہننا اور اتارنا پڑے تو بتائیے کتنا ثواب ملے گا۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور بخاری شریف سے بڑھ کر حدیث کی کوئی کتاب نہیں ہے، ایک آلو بیچنے والا بھی امام بخاری کو جانتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام دیا تھا کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ایک بزرگ نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھڑے ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ کیسے کھڑے ہیں؟ فرمایا میں امام بخاری کا انتظار کر رہا ہوں، اسی وقت میں امام بخاری کی روح نکلی تھی۔

آج دو سنتیں بیان کر دیں، ان سنتوں کا ثواب اس مکان والوں کو بھی ملے گا جن کے مکان سے نبی ﷺ کا طریقہ، نبی ﷺ کی سنت پھیلے گی۔ دوستو! ایک سنت کے سامنے سورج کی روشنی کی کیا حیثیت ہے، آپ سنت پر عمل کر کے دیکھیں ان شاء اللہ نور محسوس ہوگا۔ میں نے الٰہ آباد میں ایک بزرگ کو دیکھا، جب ان کے خادم نے ان کا کرتہ اتارا تو پہلے دائیں آستین اتار لی۔

انہوں نے کہا تم نے ایسی بے اصولی کیوں کی؟ مجھے پھر سے کرتہ پہناؤ اور اتارتے وقت پہلے بائیں آستین نکالو۔

آج زیادہ نہیں صرف یہی دو سنتیں بتاتا ہوں، تھوڑا تھوڑا سبق ملنا چاہیے، اس لئے کہ آدمی پہلے میٹرک کرتا ہے پھر انٹر کرتا ہے، اگر کسی کو پہلے ہی دن پی ایچ ڈی، بی ایس سی، ایم ایس سی کرادو تو اس کا کیا حال ہوگا؟ آج دو سنتیں بیان کردی ہیں کہ جب اوپر چڑھیں تو اللہ اکبر کہیں اور جب نیچے اتریں تو سبحان اللہ کہیں، جوتا پہنیں تو دایاں پیر داخل کریں اور اتاریں تو بایاں پیر نکالیں۔

اہل اللہ کی صحبت سے حیاتِ تقویٰ عطا ہوتی ہے

اس وقت میں نے آپ کے سامنے جو آیت تلاوت کی ہے اب اس کے بارے میں تھوڑی سی گذارش کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈر کے رہو یعنی تقویٰ والی زندگی اختیار کرو۔ لیکن اللہ والی زندگی کیسے ملے گی؟ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ جب اللہ والوں کے ساتھ رہوگے۔ ایک بزرگ کا شعر ہے ؎

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

خدا کا راستہ مشکل ہے، نماز روزہ آدمی کو مشکل لگتا ہے جبکہ اکھاڑے میں پہلوان لوگ ایک ہزار دفعہ ڈنڈ بیٹھک کرتے ہیں، لیکن انہیں دو رکعات پڑھنے کا کہہ دو تو کہتے ہیں کہ مولانا! یہ کام بہت مشکل لگتا ہے۔ کیوں صاحب! نماز کیوں مشکل لگ رہی ہے؟ تم تو ایک ہزار دفعہ اٹھتے بیٹھتے ہو جبکہ نماز میں تو چار رکعات ہی ہیں۔

یہ اس لئے ہے کہ اللہ والوں کی صحبت نصیب نہیں ہے، جسمانی پہلوان کی صحبت کی وجہ سے ایک ہزار دفعہ اٹھ بیٹھ رہا ہے، جس طریقے سے جسمانی پہلوان آپ کو تندرست کردیتا ہے، ایسی ایسی ورزشیں بتاتا ہے کہ آدمی موٹا تگڑا

ہو جاتا ہے۔ دوستو! جب روحانی پہلوانوں کی صحبت مل جائے گی تو فجر ہی نہیں تہجد بھی پڑھنے لگو گے۔ لوگ کہتے ہیں نفس وشیطان مجھ کو دبائے ہوئے ہیں، اس لئے کاہلی معلوم ہوتی ہے، اس لئے میں نماز نہیں پڑھتا۔ میں اس کی مثال عرض کرتا ہوں کہ محلہ میں ایک بے چارہ کمزور آدمی ہے جس کو اس کا دشمن آ کر روزانہ تھپڑ لگا دیتا ہے، جب گھر سے نکلا دو چار لگا دیئے اور یہ بے چارہ روتا ہوا چلا جاتا ہے۔ ایک پہلوان سے اس نے کہا کہ میرا پڑوسی حاسد دشمن ہے، روزانہ میری پٹائی کر دیتا ہے، طمانچے لگا دیتا ہے اور میں کمزور ہوں۔ اس نے کہا اچھا کوئی بات نہیں، تم چھ مہینہ میرے اکھاڑے میں ایک گھنٹہ آتے جاتے رہو۔ اپنا کاروبار تو کرتے رہو، مرغی بیچو، انڈے بیچو، آلو بیچو، مچھلی بیچو۔ خوب انڈے کھاؤ اور دودھ پیو، بس میرے اکھاڑے میں روزانہ ایک گھنٹہ کے لیے آجایا کرو، میں تمہیں سو دفعہ ڈنڈ بیٹھک کراؤں گا، ورزش کراؤں گا، سرسوں کے تیل کی مالش کی جائے گی، پھر تم دیکھنا کیا ہوتا ہے، اب تم کوئی فکر نہ کرو لیکن اکھاڑے میں لاتیں بھی ماری جائیں گی۔ کچھ گھر کی محنت کچھ اکھاڑے کی محنت۔ یہ نہیں کہ اکھاڑے میں تو گئے مگر دودھ بھی نہ پئیں، انڈا بھی نہ کھائیں، خالی ورزش سے، خالی ڈنڈ بیٹھک سے تھوڑی کام بنے گا۔

مصاحبتِ اہل اللہ کے ساتھ مداومتِ ذکر اللہ بھی ضروری ہے

تو خالی اللہ والوں کے پاس جانا بھی کافی نہیں ہوتا، وہاں جانا بھی ہے اور کچھ ان کا بتایا ہوا ذکر وظیفہ، درود شریف بھی کرنا ہے۔ وہ تھوڑا سا ذکر بتائیں گے زیادہ نہیں بتائیں گے کہ آپ پریشان ہو جائیں۔ ایک تسبیح لا الٰہ الا اللہ کی، ایک تسبیح درود شریف کی اور ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیں، ان شاء اللہ چند دنوں میں آپ دیکھیں گے کہ آپ کے دل میں نور پیدا ہوگا، روحانیت بڑھتی چلی جائے گی اور نفس وشیطان آپ سے ڈرنے لگیں گے۔

تو اس پہلوان نے کہا کہ بھئی! دو کام کرنے ہیں، آپ ایک گھنٹے کے لئے میرے اکھاڑے میں آئیں میں ڈنڈ بیٹھک کراؤں گا، اس کے بعد دودھ میں بادام پیس کر پینا پڑیں گے اوراس کا خرچہ تمہیں خود اٹھانا پڑے گا، یہ ہمارے ذمہ نہیں ہے، ورنہ کوئی مرید کہے کہ حضرت! میری طرف سے آپ وظیفہ کریں، میری طرف سے آپ اللہ اللہ کرلیں، تو بتاؤ فائدہ پہنچے گا؟

اگر کوئی حکیم یہ کہہ دے کہ بھئی! مرغی کا ایک انڈا اور مرغی کا سوپ پی لو اور وہ کہے کہ حکیم صاحب! میری طرف سے یہ آپ ہی پی لیا کریں، یہ آپ کی خدمت میں سو روپے پیش ہیں، آپ مجھے جو یہ انڈا اور انگور کا رس اور سیب کا جوس اور مرغی کا سوپ بتا رہے ہیں تو میں یہ سو روپے آپ کو پیش کرتا ہوں، میری طرف سے یہ سب آپ ہی پی لیا کریں۔ لیکن یہاں سب کو کھوپڑی میں عقل ہے، کوئی کہتا ہے ایسا؟ اگر ایسا کہتا تو میں حکیم ہوں نہ جانے مجھے کتنے مرغی کے سوپ ملے ہوتے، آج تک تو کسی مریض نے مجھ سے یہ نہیں کہا، یہی کہا کہ ہاں میں کھاؤں گا، سوپ بھی پیوں گا۔ کیوں میر صاحب! کسی مریض نے ایسا کہا؟ آپ تو رات دن میرے ساتھ رہتے ہیں۔

جب دنیاوی معاملہ کا یہ حال ہے تو روحانی یعنی اللہ کے معاملہ میں کسی کو یہ کہنے کا کیا حق حاصل ہے کہ بھئی ذکر بھی پیر صاحب تم ہی کرلو۔ ہاں فراڈ یا پیر، 420 قسم کے پیر ایسا کرتے ہیں کہ تم کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جنت کا فلاں کوارٹر میں نے تمہارے لیے الاٹ کردیا ہے، تم کو نماز پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، روزہ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں، تمہاری طرف سے میں روزہ رکھ لوں گا یہاں تک کہ تمہاری طرف سے پل صراط پر بھی میں چلوں گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے مگر میں تمہاری طرف سے اس پر چلوں گا، تم میرے کندھے پر بیٹھ جانا۔ یہ ایک دیہات کا قصہ ہے جہاں ایک

فراڈیا پیر تھا، اب مرید صاحب خوش ہوگئے کہ ارے ایسا پیر کہاں ملے گا، چل تجھے ایک کھیت لکھ دوں، پیر نے سوچا کہ جلدی سے اپنے نام کھیت لکھوالو، ہوسکتا ہے بعد میں اس کی نیت خراب ہوجائے۔فوراً اس مرید سے کہا کہ ہمیں دکھاؤ تم نے میرے نام کون سا کھیت کیا ہے؟ مرید اسے کھیت دکھانے لے گیا، بارش کا دن تھا، کھیت کے درمیان میں پیدل چلنے کے لیے مٹی کی منڈیر ہوتی ہے، بارش کی وجہ سے اس پر پھسلن ہوگئی تھی اور پیر صاحب جنہوں نے کہا تھا کہ میں بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل صراط پر تجھے کندھے پر بٹھا کر لے چلوں گا، اس پیر کا پاؤں اس منڈیر پر سے پھسلا تو وہ دھڑام سے گر گیا حالانکہ وہ ایک فٹ کی منڈیر تھی۔تو جب پیر گرا تو مرید نے پیر کی پیٹھ پر ایک لات ماری اور کہا جھوٹے فراڈیا، ارے تو نے تو کہا تھا کہ میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز پل صراط پر تجھے کندھے پر بٹھا کر لے چلوں گا اور میں اس لالچ میں تمہیں کھیت لکھنے کے لئے تیار ہوگیا تھا لیکن جب تو ایک فٹ کی منڈیر پر نہیں چل سکتا تو پل صراط پر کیسے چلے گا؟

اللہ والوں کی صحبت کے باوجود محرومی کی وجہ

تو خیر عرض کر رہا ہوں کہ صحابہ سے بڑھ کر، بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اور شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کون ولی اللہ اس زمانہ میں ہوسکتا ہے؟ اتنے بڑے بڑے اولیاء اللہ نے کیا اپنے مشائخ کے ذمہ کیا تھا؟ خود بھی اللہ اللہ کرتے تھے۔ دوستو! ان لوگوں نے بڑی محنتیں کیں، بڑا اللہ اللہ کیا، اپنے کو جلا کر خاک کر دیا۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ ''اُس کے جرے تو کَس نہ بسائے'' جو اپنے کو جلاتا ہے اسی کا ایمان خوشبودار ہوتا ہے، کتنی کتنی عبادتیں کتنی کتنی محنتیں انہوں نے کیں۔

تو روحانی معاملہ میں یہی کرنا ہوتا ہے کہ بزرگوں کے پاس بھی جانا ہوتا ہے اور وہ جو تھوڑا سا ذکر بتا دیتے ہیں اس پر بھی عمل کرنا ہوتا ہے، ان کے اکھاڑے میں آؤ، ان کی صحبت میں رہو اور اپنے گھر جا کر بھی اللہ اللہ کرو۔ جو لوگ محروم رہتے ہیں ان کی محرومی کی وجہ یہی ہے کہ بزرگوں سے ملتے تو ہیں مگر گھر میں کوئی روحانی غذا نہیں کھاتے، اس لئے کامیاب نہیں ہوتے، وہ سمجھتے ہیں کہ ساری ذمہ داری پیر کی ہے، حالانکہ پیر کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ وہ راستہ بتائے گا، ذکر بتائے گا، راتوں کو تمہارے لئے دعا مانگے گا، روئے گا۔ لیکن اگر خود کچھ نہ کرو، خود زہر کھاؤ تو کیا صحت پاؤ گے؟

اگر محمد علی کلے امریکا سے پاکستان آئے اور اکیس مرغی کا سوپ پیئے اور اکیاون انڈے کھائے۔ یہ مثال دے رہا ہوں ورنہ کہیں آپ اس کو خط لکھ دیں کہ اورنگی ٹاؤن میں ایک پیر صاحب آئے تھے، انہوں نے ہمیں بتایا ہے تو کیا واقعی آپ اکیاون انڈے کھاتے ہیں؟ تو محمد علی باکسر اگر بازار سے لے کر تھوڑا سا زہر بھی کھالے تو کیا اکیس مرغی کا سوپ کام دے گا؟ وہ مقابلہ میں جیتے گا یا ہارے گا؟ ہار جائے گا۔ اس لئے دوستو! اگر ہم اللہ اللہ بھی کریں پھر پرائی ماں بہنوں کو بری نظر سے دیکھیں، تاک جھانک کریں، ٹیڈیوں پر نظر دوڑائیں، سینما، وی سی آر دیکھیں، گناہوں میں مبتلا رہیں، افیون، ہیروئن پئیں اور نشہ کریں تو بتاؤ جب ہم اللہ کی ناراضگی کا زہر کھائیں گے تو ہمارے ذکر میں پورا اثر کیسے آئے گا؟

تو دوستو! ولی اللہ بننے کے لئے، اللہ کا دوست بننے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک تو اللہ کے دوستوں سے ملنا اور دوسرا خود بھی دوستوں والے اعمال کرنا۔ بتایئے! کتنا آسان نسخہ ہے۔ اور پھر جب آپ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ملیں گے تو نیک اعمال کی توفیق آپ کو خود ہو جائے گی، جیسے ایک آدمی

شامی کباب کھا رہا ہے، وہ کہتا ہے سبحان اللہ! کیا عمدہ کباب ہے تو اس کے پاس بیٹھ کر آپ کا دل بھی کباب کھانے کو چاہنے لگے گا۔ اسی طرح اللہ کے عاشقوں کے سینہ میں اتنا درد بھرا دل ہوتا ہے کہ وہ اس محبت سے اللہ کا نام لیں گے کہ ان کی صحبت میں آپ کا دل تڑپ جائے گا اور آنکھیں اشکبار ہو کر آنسوؤں سے تر ہو جائیں گی، وہ جس محبت سے اللہ کا نام لیتے ہیں کہ کچھ نہ پوچھو ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے

دنیا اور آخرت کی زندگی کا تقابل

میں آپ سے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ عرض کر رہا تھا جو تابعی ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا، سمجھ لیجئے کہ کتنے بڑے درجہ کے لوگ ہوں گے۔ ان سے ایک شخص نے مختصر نصیحت کی درخواست کی، اگر آج آپ یہ مختصر نصیحت یاد رکھ لیں تو ہماری آپ کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر وقت میں مختصر نصیحت فرمائی، صرف دو جملے ہیں۔ نمبر ایک۔ دنیا کے لئے اتنی محنت کرو جتنا تمہیں دنیا میں رہنا ہے اور نمبر دو۔ آخرت کے لئے اتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔

اب دونوں زندگیوں کا بیلنس اور توازن نکالو۔ کیوں بھئی! وہاں کتنا رہنا ہے اور یہاں سے جا کر واپس بھی نہیں آنا ہے، کیا وہاں سے کوئی واپس آیا ہے؟ یاد رکھو! یہ معاملہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے، وہاں جا کر پھر کوئی واپس نہیں آئے گا، پتا چلا قبرستانوں سے چلے آ رہے ہیں کہ چلو اپنا گھر بار بھی دیکھ لیں، اپنا گھر دیکھنے پھر کوئی نہیں آئے گا، ہمیشہ کے لئے یہاں سے جائے گا، کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔ اس لئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں کی زندگی کے لئے اتنی محنت کرو، نماز روزہ میں اتنا دل لگاؤ جتنا وہاں رہنا ہے اور دنیا کے لئے اتنی محنت کرو

جتنا یہاں رہنا ہے۔ یہ دو جملے اگر سونے کے پانی سے لکھے جائیں تو بھی ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

آخرت کی تیاری کے لیے چند سبق آموز نصیحتیں

آج کل میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں جو اپنے پتے کے کارڈ چھپواتے ہیں کہ اپنے کارڈ میں ایک جملہ اس فقیر کا بھی چھپوا دو کہ ''زندگی کا ویزا نا قابل توسیع اور نا معلوم المیعاد ہے'' یعنی زندگی کا ویزا بڑھ نہیں سکتا اور کچھ معلوم نہیں کہ کب ختم ہوجائے۔ جیسے آپ دوسرے ملک جاتے ہیں تو اس ملک کے سفارت خانہ کا سفیر اس کے اوپر مہر لگاتا ہے، جس سے ویزا ختم ہونے کی میعاد معلوم ہوجاتی ہے لیکن دنیا میں تو پیسے دے کر ویزا کی مدت بڑھوائی جاسکتی ہے مگر زندگی کا ویزا نا قابل توسیع ہوتا ہے۔ جتنے دفاتر ہیں اگر حکومت پاکستان سب جگہ یہ لکھوا دے تو ان شاء اللہ سب کو آخرت یاد رہے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوفِ آخرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس سے فرمان مملکت جاری کرنے کے بعد اس پر مہر لگاتے تھے، اس پر لکھا رہتا تھا:

((وَ کَانَ نَقْشُ خَاتِمِہٖ: کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَّا عُمَرُ))

(موطأ الامام مالك (رجال الموطأ): ذكر عمر بن الخطاب، ج٦ ص٨٥)

یعنی وعظ کے لیے موت کی یاد ہی کافی ہے۔ اللہ اللہ! امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتنے بڑے خلیفہ، کتنے بڑے صحابی تھے کہ جس وقت یہ اسلام لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے آئے اور عرض کیا:

((یَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ))

(سنن ابن ماجة: (قديمى)، باب فضل عمر رضى الله عنه، ص١١)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عمر کے اسلام لانے کی وجہ سے آج

آسمان پر خوشیاں منائی جارہی ہیں، فرشتے خوشیاں منارہے ہیں۔شیخ ولی الدین مصنف مشکوٰۃ کی کتاب اسماء الرجال نے یہ واقعہ لکھا ہے، میں آپ کو عربی کتابوں کے حوالے پیش کررہا ہوں۔ ہماری فقیری دو آنے والی فقیری نہیں ہے کہ دو آنے کا گیرو اور دو آنے کا رنگ لیا اور فقیر ہو گئے، شاہ صاحب ہو گئے، یہ شاہ صاحب نہیں ہیں، یہ سیاہ صاحب ہیں، انہیں تو حضور ﷺ کی سنتوں کا بھی علم نہیں، وضو کی سنت تک نہیں معلوم، نماز کی سنتیں تک نہیں معلوم۔ دو آنے میں جب ان کی فقیری تیار ہو گی تو تم سمجھ لو ان کی فقیری کتنی قیمتی ہے، یہ تو ہر شخص فقیر بن سکتا ہے، یہ قرآن و حدیث کا علم اور یہ علم کی روشنی بہت بڑی نعمت ہے۔

تو دوستو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی پر لکھوا رکھا تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا وعظ کے لئے موت کی یاد کافی ہے۔کسی کو اگر کوئی واعظ نہ ملتا ہو، کوئی مولانا نہ ملتا ہو تو بس اکیلے میں سوچ لے کہ ایک دن ہمارا جنازہ قبر میں اترے گا اور کچھ پتہ نہیں کہ موت کس وقت آجائے ؎

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
قبر میں میت اتاری جائے گی
تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی

کیا موت میں کسی کو شبہ ہے؟ یہ ایک اللہ والے، بہت بڑے ولی اللہ شاعر گذرے ہیں جن کا یہ شعر پیش کررہا ہوں۔ دنیا بھر کے ڈاکٹر بلاؤ، چاہے امریکا کے ڈاکٹر بلاؤ، چاہے روس جرمنی کے ڈاکٹر بلاؤ، جانے والے کو کوئی نہیں روک سکتا ؎

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
قبر میں میت اتاری جائے گی
تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی

کیا شاعری ہے! یہ وعظ ہے دوستو! شاعری نہیں ہے پورا وعظ ہے ؂

زندگی اک دن گذرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور

کیا شاعری ہے! سبحان اللہ ؂

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

صحبتِ اہل اللہ کے فائدے کی ایک حسّی مثال

تو میرے دوستو! میں عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نیک بننے کے لئے، ولی اللہ بننے کے لئے ایک نسخہ بتایا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ والی زندگی چاہتے ہو، تقویٰ والی زندگی چاہتے ہو تو وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کاملین بزرگانِ دین کی صحبت اختیار کرو۔ ٹنڈو جام میں حکومت پاکستان کا ایگریکلچر ڈپارٹمنٹ ہے، حیدرآباد سے دس میل پر واقع ہے، وہاں دیسی آم کو لنگڑا آم بنایا جاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس ڈپارٹمنٹ کو جا کر دیکھا ہے، وہ لوگ مجھے بلاتے ہیں، سب ایم اے اور پی ایچ ڈی اور بڑی بڑی ڈگریوں والے ہیں۔ تو وہ دیسی آم کی شاخ کو لنگڑے آم کی شاخ میں لگا دیتے ہیں اور پٹی باندھنے کے بعد دیسی آم کی شاخ کو کاٹتے رہتے ہیں، پھر لنگڑے آم کی صحبت سے دیسی آم بھی لنگڑا آم بن جاتا ہے۔ پھر اس کا نام دیسی آم نہیں رہتا، اس کے دام بھی بدل جاتے ہیں، کام بھی بدل جاتا ہے، نام بھی بدل جاتا ہے، مزہ بھی بدل جاتا ہے، بالکل لنگڑا آم بن جاتا ہے۔ تو جیسے دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت سے لنگڑا آم بن سکتا ہے تو بگڑا ہوا دل اللہ والوں کے دل کے ساتھ پیوند کھا کر تنگڑا دل بن جاتا ہے، اللہ والا دل بن جاتا ہے۔

کسی مخلص کی ضائع کوئی قربانی نہیں جاتی

امیٹھ میں ایک بزرگ تھے ان کا لقب بھیکا شاہ تھا۔ بھیکا شاہ اس زمانہ کے ایک ولی اللہ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنی اصلاح کے لئے رہا کرتے تھے تاکہ بری بری عادتیں ٹھیک ہوجائیں، اللہ والے بن جائیں۔ شیخ کی بڑی خدمت کرتے تھے، جہاں کہیں شیخ کی دعوت ہوتی یا شیخ کسی دینی غرض کے لئے سفر کرتے تو پھر دس میل بیس میل دور سے پیدل شیخ کے بچوں کے لئے کھانا لاتے ، پھر تہجد کے وقت بیس میل پیدل چل کر آتے تھے۔ غرض اتنی خدمت کرتے تھے کہ جان کو جلا دیا تھا یعنی رات کو دس بجے پیر صاحب کو سلایا اور پھر چلے جاتے اور پیر صاحب کے بچوں کو کھانا دے کر آتے اور شیخ کو بتاتے بھی نہیں تھے اور پھر تہجد کے وقت میں آجاتے، ساری رات نہیں سوتے تھے۔

لیکن کسی بات پر ان سے کوئی غلطی ہوگئی تو شیخ ذرا ناراض ہوگئے اور خانقاہ سے نکال دیا، تو وہ شیخ کے گھر کے چکر لگاتے رہتے تھے اور جنگل میں روتے رہتے تھے۔ ایک دن بارش کی وجہ سے چھت ٹپکنے لگی، شیخ کی اہلیہ، پیرانی صاحبہ نے کہا کہ ارے بھئی! چھت ٹپک رہی ہے کسی کو بلاؤ تو حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بھئی! تم ہی کسی کو بلوالو تو پیرانی صاحبہ نے کہا کہ کس کو بلواؤں؟ چھت درست کرنا کوئی جانتا نہیں، جتنے ہیں سب سفید پوش مرید ہیں، چھت بنانا صرف ایک ہی جانتا تھا اسی کو آپ نے نکال رکھا ہے۔ فرمایا میں نے نکالا ہے تو نے تو نہیں نکالا ہے، تو لڑکوں کو بھیج کر بلوا لے۔ اب وہ چھ مہینہ کے ترسے ہوئے، شیخ کی جدائی کے غم میں تڑپے ہوئے تھے، جب انہوں نے سنا کہ آج میں بلوایا جارہا ہوں تو مارے خوشی کے رونے لگے اور فوراً پہنچ گئے اور چھت مرمت کرنا شروع کردی، صبح سے کام پر لگے رہے یہاں تک کہ دھوپ میں

بارہ بجے تک چھت تیار کرلی۔ جب شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کھانا کھانے کے لئے گھر آئے تو کھانا کھاتے ہوئے اس خادم پر نظر پڑگئی جس کو چھ مہینہ سے اپنی صحبت سے محروم کرر کھا تھا، جب نظر پڑی تو رحم آگیا اور لقمہ ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا لے بھیک! بس بغیر سیڑھی چھت پر سے کود پڑے اور لقمہ لے کر جلدی سے نگل لیا، اسی وقت جس مقام پر شاہ ابوالمعالی تھے اسی مقام پر یہ مرید بھی پہنچ گئے۔ آج تاریخ میں ان کا لقب بھیکا شاہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار
کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

اے بھیکا! اپنے پیر شاہ ابوالمعالی پر سو سو بار قربان ہوجا کیونکہ تو کوّا تھا گُو کھاتا تھا، انہوں نے کاگا سے تجھے ہنس بنا دیا، آج اللہ کا ذکر کررہا ہے، اللہ کا نام لے رہا ہے، کوّے سے ہنس بنا دیا، موتی چگنے والی قیمتی چڑیا بنا دیا اور ایسا کرنے میں ان کی کرامت سے دیر بھی نہ لگی ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

جگر مرادآبادی شاعر کی توبہ کا واقعہ

دوستو! کیا عرض کروں کہ اللہ والوں کی صحبت سے کیسے کایا پلٹ جاتی ہے، بڑے بڑے شرابی کبابی ولی اللہ ہوجاتے ہیں۔ ایک بزرگ شاعر کہتا ہے ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

یعنی اللہ سے ملنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ جو اللہ سے ملنے والے ہیں ان سے دوستی کرلو، ان شاء اللہ آہستہ آہستہ آپ بھی اللہ والے بن جائیں گے۔ دیکھو!

ہندوستان کے آل انڈیا شاعر جگر مراد آبادی بہت شراب پیتے تھے، اپنے دیوان میں انہوں نے لکھا ہے ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یعنی پینے کو تو بہت شراب پی لی مگر اب قیامت کا دھڑکا لگ رہا ہے کہ اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ آخر خواجہ صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ عرض کیا حضرت! آپ تو گریجویٹ تھے، آپ کیسے اللہ والے بنے؟ یہ صورت یہ سیرت آپ کو کہاں سے ملی؟ فرمایا تھانہ بھون میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتا ہوں، ان کی صحبت میں رہتا ہوں۔ کہا کیا ہم بھی چل سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم بھی چل سکتے ہو۔ تو کہنے لگے کیا مولانا مجھے وہاں شراب پینے دیں گے؟ خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ حضرت سے پوچھ کر بتاؤں گا ویسے شراب تو پینے نہیں دیں گے۔

جب خواجہ صاحب تھانہ بھون حاضر ہوئے تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! جگر مراد آبادی آل انڈیا شاعر نے کہا ہے کہ میں تمہارے پیر صاحب کے پاس آنا چاہتا ہوں، سنا ہے وہاں لوگ انسان بن جاتے ہیں، بڑے بڑے شرابی، کبابی، زانی ولی اللہ بن جاتے ہیں، ہم نے سوچا کہ ہم بھی اپنی قسمت آزمالیں لیکن ہم تو شراب پیئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، کیا خانقاہ میں مجھے شراب پینے دیں گے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ آپ نے کیا جواب دیا؟ کہنے لگے کہ میں نے یہ جواب دیا کہ خانقاہ جیسی مبارک جگہ میں کیسے پینے دیں گے؟ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! آپ نے صحیح جواب نہیں دیا، آپ کو یہ جواب دینا چاہیے تھا اور اگر جگر صاحب مل جائیں تو ان سے کہہ دینا کہ ہمارے شیخ نے یہ فرمایا ہے کہ تم خانقاہ میں نہ پینا، میں آپ کو اپنے گھر میں مہمان بنالوں گا، میرے گھر میں جو چاہو پی لینا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر کو

مہمان بنا سکتے ہیں تو میں بھی ایک گنہگار مسلمان کو مہمان بنا سکتا ہوں۔ بس اتنا سننا تھا کہ جگر صاحب زار وقطار رونے لگے اور فوراً تھانہ بھون پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر حضرت سے عرض کیا کہ حضرت میرے لیے چار دعا کر دیجئے ایک یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں، نمبر دو۔ داڑھی رکھ لوں، نمبر تین۔ حج کر آؤں اور نمبر چار، میرا ایمان پر خاتمہ ہو جائے۔

اللہ اللہ! کیا عرض کروں دوستو! بس حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دئے اور دعا میں نہ جانے کیا آہ نکلی ہوگی، کیا آنسو بہائے ہوں گے، اللہ والوں کے آنسو بھی قبول ہو جاتے ہیں۔ جگر صاحب نے وہاں سے واپس جاتے ہی شراب چھوڑ دی۔ ہندوستان کے ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا اور سب ڈاکٹر کہنے لگے کہ جگر صاحب شراب پیئے بغیر تمہارا زندہ رہنا مشکل ہے۔ جگر صاحب نے ڈاکٹروں سے کہا کہ اگر جگر شراب پیتا رہے، شراب سے توبہ نہ کرے تو کب تک زندہ رہے گا؟ کہا آٹھ دس سال اور زندہ رہیں گے۔ فرمایا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آٹھ دس سال شراب پی کر زندہ رہوں اور پھر خدا کے غضب کو لے کر خدا کے پاس جاؤں، اس سے بہتر ہے کہ جگر ابھی مر جائے، اگر مجھے اللہ کی رضا اور مرضی پر، اللہ کی خوشی پر قربان ہو کر ابھی موت آ جائے تو مجھے یہ موت عزیز ہے۔ پھر دوبارہ انہوں نے کبھی شراب نہیں پی اور اللہ کی رحمت سے زندہ رہے۔ داڑھی بھی رکھ لی اور حج بھی کر آئے۔ داڑھی رکھنے کے بعد بمبئی میں انہوں نے ایک شعر کہا۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

ایک مرتبہ میرٹھ گئے اور وہاں تانگے پر بیٹھے تو تانگے والا یہی شعر گنگنا رہا تھا، تانگے والے کو خبر نہیں تھی کہ جگر شاعر مسلمانوں کی طرح داڑھی رکھے ہوئے میرے

تانگے پر بیٹھا ہوا ہے اور میرٹھ کا وہ تانگے والا کہتا جارہا ہے واہ واہ! جگر شاعر نے کیا عمدہ شعر کہا ہے۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

تو جگر صاحب رونے لگے کہ یااللہ! آج آپ نے وہ دن دکھایا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں یعنی داڑھی رکھ کر مسلمانوں کی صورت بنالی ہے۔ سبحان اللہ! آخر میں اللہ نے کیا سے کیا نوازا اور کہاں سے کہاں پہنچایا۔ ایسے ایک دو واقعات نہیں ہیں، نہ جانے کتنے واقعات ہیں، کہاں تک کوئی بیان کرے گا کہ اہل اللہ کی صحبت سے کتنے لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں۔

دنیا سے جانے والوں کے تین قسم کے رجسٹر

بہرحال اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم ولی اللہ بننا چاہتے ہو تو تقویٰ والی زندگی گزار کر میرے پاس آنا۔ دنیا تو تم کو چھوڑنی ہی ہے، میرے پاس تو آنا ہی ہے اور سب کو آنا ہے لیکن میرے پاس آنے والوں کے تین قسم کے رجسٹر ہیں۔ اب آپ لوگ فیصلہ کرلیں کہ کس رجسٹر میں نام لکھوانا آپ کے نزدیک مناسب ہوگا؟۔ نمبر ایک کفر پر مرنا، کافر ہو کر مرنا۔ نمبر دو مؤمن تو ہے مگر دنیا سے نافرمان بن کر گیا، سینما، وی سی آر، عورتوں کو بدنظری کر کے، بے نمازی ہو کر مرا، ہے تو مسلمان لیکن نافرمان رجسٹر میں درج کیا جائے گا۔ اس کا کیا نام ہے؟ مسلمان فاسق، نافرمان مسلمان اور تیسری قسم ہے فرماں بردار، اللہ والا، نیک مسلمان۔ سبحان اللہ! آپ لوگ ان شاء اللہ تیسرے نمبر ہی کو پسند کریں گے۔ تو تیسرے نمبر میں داخل ہونے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ دیکھو ویسے تو نفس سے مقابلہ آسان نہیں

ہے، گناہ چھوڑنا آسان نہیں ہے مگر تم کو آسان نسخہ بتاتا ہوں، وہی شعر جو پہلے پڑھا تھا۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

اہل اللہ کے دردِ دل کی تاثیر

دوستو! اللہ والوں کے دردِ دل کا اثر ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ ایک دن بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا بڑا علمی بیان ہوا لیکن کسی کو کوئی خاص اثر نہیں ہوا نہ کسی کی آنکھ سے آنسو نکلے۔ اس کے بعد سب نے بڑے پیر صاحب سے عرض کیا کہ چار گھنٹے تو صاحبزادے کا بیان ہوگیا، ابھی تازہ علم ہے، خوب بیان ہوا ماشاء اللہ اب دو چار منٹ آپ بھی کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ اب بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا کہ دوستو! کل میرا ارادہ روزہ رکھنے کا تھا لیکن رات کو بلی آئی اور میرا سحری کا دودھ پی گئی لہٰذا میں نے بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ سب زاروقطار رونے لگے۔ صاحبزادے نے رات کو ابا جان، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں نے قرآن کی اتنی آیتیں اور اتنی احادیث سنائیں مگر کوئی نہ رویا اور آپ نے بلی اور دودھ کا ذکر کیا تو سارا مجمع رونے لگا، اس میں رونے کی کون سی بات تھی؟ فرمایا بیٹا! بات یہ ہے کہ دل کے درد سے جو بات نکلتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ اثر ڈال دیتے ہیں، ایمان کے ساتھ اللہ کی محبت میں مجاہدہ کیا ہو تو دل پر اثر ہوتا ہے۔ تم نے ابھی مدرسہ میں علم پڑھا ہے، اب ذکر و فکر بھی کرو، کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھاؤ، رگڑے کھاؤ، مہندی پتھر پر پسنے کے بعد دوسروں کو لال کرتی ہے، تم بھی اللہ کی راہ میں مجاہدے اٹھاؤ پھر جا کر اُمت کا دل لال کر سکتے ہو۔

دیکھو! تلی روغنِ گل کب بنتی ہے؟ پہلے تِل کو خوب رگڑ رگڑ کر اس کے اوپر کا چھلکا اتارتے ہیں جب ہلکا سا پردہ رہ جاتا ہے پھر اسے گلاب کے پھولوں میں رکھتے ہیں۔ ایسے ہی انسان بھی ولی اللہ بنتا ہے مجاہدہ سے، اللہ والوں کی صحبت سے اور جو اُن کا بتایا ہوا ذکر ہے، اس کی پابندی کریں۔ آپ لوگوں سے ہو سکے تو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ، سو مرتبہ درود شریف، سو مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کیا کریں، ان شاء اللہ یہ جو سبق آپ کو دے رہا ہوں، آپ اس کی برکتوں کو دیکھیں گے۔ جو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے گا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔ کیوں صاحب! سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لگتے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ جو ستّر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے تو وہ خود بھی بخشا جائے گا اور جس کو وہ ستّر ہزار کا ثواب بخش دے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔

مغفرت کا مجرب عمل

((قَالَ الشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ بْنُ الْعَرَبِیِّ اَنَّہٗ بَلَغَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سَبْعِیْنَ اَلْفًا غُفِرَ لَہٗ وَمَنْ قِیْلَ لَہٗ غُفِرَ لَہٗ اَیْضًا فَکُنْتُ ذَکَرْتُ التَّہْلِیْلَۃَ بِالْعَدَدِ الْمَرْوِیِّ فَحَضَرْتُ طَعَامًا مَعَ بَعْضِ الْاَصْحَابِ وَفِیْہِمْ شَابٌّ مَّشْہُوْرٌ بِالْکَشْفِ فَاِذَا ھُوَ فِیْ اَثْنَاءِ الْاَکْلِ اَظْہَرَ الْبُکَاءَ فَسَاَلْتُہٗ عَنِ السَّبَبِ فَقَالَ اَرٰی اُمِّیْ فِی الْعَذَابِ فَوَھَبْتُ فِیْ بَاطِنِیْ ثَوَابَ التَّہْلِیْلَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ لَہَا فَضَحِكَ وَقَالَ اِنِّیْٓ اَرَاھَا فِیْ حُسْنِ الْمَاٰبِ قَالَ الشَّیْخُ فَعَرَفْتُ صِحَّۃَ الْحَدِیْثِ بِصِحَّۃِ کَشْفِہٖ وَصِحَّۃَ کَشْفِہٖ بِصِحَّۃِ الْحَدِیْثِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۳ ص ۲۰۰)

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی کہ ''جو شخص ستّر ہزار مرتبہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ پڑھے گا اس کی مغفرت ہوجاوے گی اور جس کے لئے اس مقدار میں پڑھا جاوے اور اس کو ثواب بخشا جاوے اس کی بھی مغفرت ہوجاوے گی'' پس میں نے اس روایت کے مطابق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ستّر ہزار مرتبہ پڑھا' ایک دن میرے کھانے پر ایک جوان صالح جس کا کشف بہت مشہور تھا کھانا کھا رہا تھا، اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا۔ میں نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ میری ماں کو عذاب ہورہا ہے، میں نے دل میں خاموشی سے اپنے ستّر ہزار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا۔ پھر وہ اچانک ہنسنے لگا میں نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے کشف سے میں نے حدیث کی معرفت حاصل کی کہ یہ صحیح حدیث ہے اور حدیث کی صحت سے اس کے کشف کے درست ہونے کا علم حاصل کیا۔

اور درود شریف کے فضائل تو آپ کو معلوم ہی ہوں گے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں ملیں گی، دس گناہ معاف ہوں گے، دس درجے بلند ہوں گے۔ تو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ، سو مرتبہ درود شریف اور سو مرتبہ اللہ اللہ کرلیا کریں، آج یہ ایک سبق آپ کو دے دیا، مختصر سا روحانی ناشتہ مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کی غذا ہے

الٰہ آباد میں ایک بزرگ اشراق پڑھ رہے تھے، خوب عبادت کررہے تھے تو ان کے مہمان نے کہا کہ آپ نے مسجد سے نکلنے میں بڑی دیر کردی، سب لوگ نکل آئے، آپ کیا کررہے تھے؟ میرے ناشتہ میں،

چائے میں اتنی دیر ہوگئی۔ کہنے لگے کہ میں اپنی روح کو ناشتہ کرارہا تھا، اس لئے دیر لگ گئی۔ سبحان اللہ! تو روح کو ناشتہ کراؤ اس لئے کہ جب روح نہ ہوگی تو آپ چائے نہیں پی سکیں گے۔ روح کی قدر پہچانو کہ روح کیا چیز ہے؟ آپ اپنے جسم کو تو ہر وقت انڈا، مکھن، پراٹھے کھلا رہے ہو لیکن یہ بتاؤ! کہ اگر روح نکل جائے گی تو کوئی ایک انڈا بھی کھا سکتا ہے؟ ارے انڈے کا ایک ذرّہ بھی نہیں کھا سکتے تو جس کی بدولت انڈا چائے اڑا رہے ہو اس بے چاری کی بھی تو فکر کرو، اس روح کو بھی تو غذا دو، روح کی غذا اللہ کی یاد ہے، روح اللہ کی یاد سے زندہ رہتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت میں کوئی شقی نہیں رہتا

اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کی صحبت سے انسان کی قسمتیں بدل جاتی ہیں۔ ایک مجمع اسی مجمع کی طرح لگا ہوا تھا اور وہ اللہ والوں کا مجمع تھا، کچھ نیک بندے اللہ اللہ کر رہے تھے، ایک آدمی خالی تماشا دیکھنے بیٹھ گیا۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! آپ کے بندے آپ کا نام لے رہے ہیں، جنت مانگ رہے ہیں، دوزخ سے پناہ مانگ رہے ہیں اور آپ کا ذکر کر رہے ہیں۔ فرمایا فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتوں نے کہا اے اللہ! مگر ایک بندہ تماشہ دیکھنے آیا تھا کہ دیکھوں تو یہ بہت سے لوگ کیا کر رہے ہیں؟ وہ تو اخلاص سے نہیں آیا تھا، آپ کے لئے تو نہیں بیٹھا تھا، اس نے تو کوئی ذکر بھی نہیں کیا تھا، خالی تماشہ دیکھنے آیا تھا کہ یہاں لوگ کیوں بیٹھے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے یہ نیک بندے جو بیٹھے ہیں یہ ایسے مقبول و محبوب ہیں کہ میں ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی محروم نہیں رکھتا:

((هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ))

(صحیح البخاری: (قدیمی) کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، ج ۲ ص ۹۴۸)

یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت اور محروم نہیں رہ سکتا، میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ تو دوستو! اللہ والوں کی صحبت کا یہ فائدہ ہوتا ہے۔

اب دعا کرلو، مگر دعا سے پہلے پانچ منٹ ذکر کرلو اور اس میں یہ خیال کرو جب لا الٰہ کہو تو سمجھ لو کہ ہمارا دل غیر اللہ سے پاک ہوگیا ہے اور میری لا الٰہ ساتوں آسمان پار گئی، عرش پر گئی اور وہاں سے کیا لائی؟ اِلَّا اللہ کو لائی، اللہ میاں کو لے کر آئی۔ یہ بڑی پیاری لا الٰہ الا اللہ ہے، اور ہر دس پندرہ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد محمد رسول اللہ کہہ کر کلمہ پورا کرلو۔

دعا کرلو بھئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ یا اللہ! ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرما، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب فرما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت نصیب فرما، تمام اولیاء اللہ کی محبت نصیب فرما۔ یا اللہ! ہم سب کو اپنی رحمت سے اللہ والا بنادے۔ یا اللہ! ہماری دنیا میں بھی برکت عطا فرما اور آخرت کے بھی سب کام بنادے۔ یا اللہ! ہم میں سے جو مقروض ہیں ان کا قرضہ ادا فرمادے، جو بیمار ہیں ان کو شفا دے دے اور جس کو کسی گناہ کی عادت ہو اس کا گناہ چھڑادے۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے جن کی بیٹیوں کو رشتے نہیں مل رہے انہیں اچھے رشتے عطا فرمادے۔ یا اللہ! جن کی بیٹیاں مظلوم ہوں، داماد ستارہا ہو، اس داماد کو نیک اور رحم دل بنادے۔ یا اللہ! جو مسلمان جس جس مصیبت میں مبتلا ہوں، یا اللہ! ان کی مصیبتوں کو دور فرمادے۔ یا اللہ! مسلمان جس جس ملک میں مظلوم ہوں ان کو مظلومیت سے نجات نصیب فرما، ان کی عزت وشوکت کا انتظام فرما۔ یا اللہ!

مسلمانوں کو عزت اور عافیت دے دے۔ اے اللہ! فلسطینیوں کو عزت اور عافیت دے دے۔ یا اللہ! جتنے کافر ممالک مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں، اے اللہ! ان سب کو مغلوب فرما، ان کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ و مامون فرما، سارے عالم کے مسلمانوں پر یا اللہ! اپنی رحمت کی بارش فرمادے اور جن لوگوں نے اس جلسہ کا انتظام کیا ہے، جنہوں نے اپنے پیسے خرچ کئے ہیں جنہوں نے ہم لوگوں کو بلایا ہے اے اللہ! تیرا ذکر ہوا، حضور ﷺ کا ذکر ہوا، اولیاء اللہ کا ذکر ہوا، اے اللہ! اس گھر والوں پر رحمت نازل فرما، تمام انتظامات کرنے والوں کو اور جنہوں نے شرکت کی ہے، یا اللہ! کسی کو بھی محروم نہ فرما، سب کے سینوں کو یا اللہ! اپنی محبت سے بھر دے۔ اے اللہ! ہماری قسمتوں کو بدل دے۔ یا اللہ! ہماری شقاوتوں کو سعادتوں سے تبدیل فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ



بیاد مرشدِ عالم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت مولانا شاہین اقبال اثر صاحب دامت برکاتہم)

جب راہِ گلستاں میں اکثر گلشن چورنگی آتی ہے
اِک چاند سے روشن مرشد کی وہ صورت یاد دلاتی ہے
عاشق کے مشامِ جان کو پھر وہ خوشبو سے مہکاتی ہے
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

وہ عہدِ جوانی کی دولت اِک پیرِ حق پہ فدا کرنا
مٹ جائے نام و نشاں اپنا ، یوں اپنا آپ فنا کرنا
اور جان کا خطرہ مول کے بھی عشاقِ حق سے وفا کرنا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

وہ روتے روتے ہنسا دینا، وہ ہنستے ہنستے رُلا دینا
وہ بے حس لوگوں کی محفل کو نالوں سے گرما دینا
وہ آہن جیسے قلب کو آہِ سوزاں سے تڑپا دینا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

وہ جس کی شفقت کو سالک ماں باپ سے بڑھ کر پاتا تھا
جو دُکھ میں تسلی دیتا تھا، جو سُکھ میں ہمیں سمجھاتا تھا
جو اُمتِ آقا[1] کے حق میں دن رات دعا فرماتا تھا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

(۱) صلی اللہ علیہ وسلم

جو شاہ و مجددِ غضِ بصر کُل عالم میں کہلاتا تھا
جو دوزخ جانے والوں کو جنت کی راہ دِکھاتا تھا
انگشت پکڑ کر رہرو کو جو منزل پر پہنچاتا تھا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

وہ حسنِ مجازی کی میت عشاق کے کاندھوں پر رکھنا
وہ رُخ پہ تبسم بکھرانا، وہ دل میں خدا کا ڈر رکھنا
وہ ذکر کی مستی میں کھونا ، سجدے میں تڑپ کر سر رکھنا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

نا قدر زمینِ بنجر پر دن رات وہ محنت فرمانا
وہ سخت جرائم پر بھی اکثر نرمی سے نصیحت فرمانا
وہ بھول کے اپنی بیماری مجلس میں شرکت فرمانا
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

جب راہِ گلستاں میں اکثر گلشن چورنگی آتی ہے
اِک چاند سے روشن مرشد کی وہ صورت یاد دلاتی ہے
عاشق کے مشامِ جان کو پھر وہ خوشبو سے مہکاتی ہے
بیتے ہوئے کچھ دن ایسے ہیں تنہائی جنہیں دُہراتی ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد مبارک

جس کے کئی شیخ ہوں یعنی ایک شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق کیا پھر دوسرے شیخ کے انتقال کے بعد تیسرے شیخ سے تعلق کیا ہو، اس کے لیے نصیحت ہے کہ جو شیخ گذر گئے، گذر گئے۔ ان کا فیض ان کے کٹ آوٹ کے ختم ہونے سے ختم ہو گیا۔ اب جو زندہ شیخ ہے اسی کے کٹ آوٹ سے فیض آئے گا۔ یہ یقین رکھو کہ پہلے دونوں مشائخ جو رحمۃ اللہ علیہ ہو گئے ان کا فیض بھی موجودہ شیخ کے کٹ آوٹ سے آرہا ہے اور اپنے شیخ کے لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دنیا اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے مگر میرا شیخ میرے لیے سب سے زیادہ مفید ہے۔ اور شیخ کی پہچان یہ ہے کہ سلسلہ کے کسی شیخ سے اس کو نسبت ہو، اس سے خلافت پائے ہوئے ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ موجودہ شیخ کا رنگ پہلے مشائخ جیسا ہی ہو کیونکہ ہر ایک کا رنگِ نسبت الگ ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کو شیطان دوسرے شیخ کو معمولی دکھاتا ہے کہ تمہارا موجودہ شیخ معمولی ہے، پہلا شیخ بہت بڑا تھا تو سمجھ لو شیطان مردود آگیا اور شیخ کے فیض سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اس کی بات میں نہیں آنا چاہیے۔

(از خزائن شریعت وطریقت: ص ۱۸۸)

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com